كَشْفُ الْغُمَّةِ

فِیْ بَیَانِ حَدِیْثِ

(یَنْزِلُ عَلٰی هٰذَا الْبَیْتِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ رَحْمَةً)

ترجمہ بنام: **خانۂ خدا پر رحمتوں کا نزول**

تصنیف لطیف

شیخ الدلائل علامہ مولانا محمد عبد الحق محدث الٰہ آبادی مہاجر مکی (۱۳۳۳ھ)

ترجمہ و تخریج و تحشیہ

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی

متخصص فی الفقہ الاسلامی، دار الافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

كَشفُ الغُمَّةِ

فِی بَیانِ حَدیثِ

«یُنزِلُ عَلیٰ هٰذَا البَیتِ فِی کُلِّ یَومٍ مائة وعشرون رحمةً»

ترجمہ بنام

خانہ خدا پر رحمتوں کا نزول

تصنیفِ لطیف

شیخ الدلائل علامہ مولانا محمد عبد الحق مُحدِّث الٰہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمہ

(۱۳۳۳ھ)

ترجمہ و تخریج و تحشیہ

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی

متخصص فی الفقہ الاسلامی، دار الافتاء بجامعۃ النور

کتاب : كَشفُ الغُمَّةِ فِی بَیانِ حَدِیثِ

تصنیف : شیخ الدلائل علامہ مولانا محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی

ترجمہ، تخریج وتحشیہ : ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی

سنِ اشاعت : محرم الحرام ۱۴۴۰ھ / اکتوبر 2018ء

سلسلہ اشاعت : 294

تعدادِ اشاعت : 4700

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

فون: 021-32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے:

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

نَحْمَدُہ و نُصَلِّی علی رَسولِه الکَرِیم

مکہ مُکرّمہ میں رحمت اکثر، لطف وافر، کرم سب سے وسیع، عفو سب سے جلدی، اجر و ثواب سب سے زیادہ۔ وہ دار الامن ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے عزت و تکریم دی ہے، جو مقدّس ترین جگہ ہے، جو اُمّ القُریٰ ہے، جو عزّت و وقار کی تکیہ گاہ ہے، جسے آقا کریم ﷺ سے نسبت ہے کہ اس شہر کی گلیوں نے پائے اقدس کے بوسے لیے ہیں اور اس کی ہواؤں نے آپ ﷺ کے الفاظ کی خوشبو سونگھی ہے، جہاں مقامِ ابراہیم ہے، رُکنِ یمانی ہے، صفا و مروہ ہے، حجرِ اسود نصب کیا ہوا ہے اور جہاں کعبۃ اللہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کعبہ مُشرّفہ زادھا اللہ شرافاً و تعظیماً پر بے شمار رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ محدّثین رحمهم اللّٰہ تعالی پر رحم فرمائے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم، شفیعِ اُمَم رسولِ محتشم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو کس طرح اور کہاں کہاں سے جمع کرکے ان کا صحیح متن ہم تک پہنچایا بلکہ ان پر ہر حوالے سے خواہ اس کا تعلق سندِ حدیث سے ہو یا رُواۃِ حدیث سے، متنِ حدیث سے ہو یا تدوینِ حدیث سے، الغرض ہر زاویے سے کام کیا ہے اور دنیا و آخرت میں انعاماتِ باری تعالیٰ کے مستحق ہوئے اور محدّثین حضرات کو دنیا میں بے شمار حاصل ہونے والی برکتوں میں سے چند ایک یہ ہیں کہ یہ نبی ﷺ کے نائب ہیں۔ آپ ﷺ کے خاص ترین لوگوں میں سے ہیں۔ آپ ﷺ پر سب سے زیادہ درود و سلام پڑھنے والے ہیں۔ ان کی عمریں طویل ہوتی ہیں اور ان کے شرف کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حضور جانِ رحمت ﷺ نے خود ان کے لیے رحمت و ترو تازگی کی دعا فرمائی۔

انہیں محدّثین میں سے تیرہویں صدی ہجری کے ایک عظیم محدّث قطبِ مکہ مکرّمہ، شیخ الدلائل حضرت علاّمہ شیخ محمد عبد الحق اِلہٰ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہیں، جنہوں نے زیرِ نظر رسالہ "کشف الغمہ" تصنیف فرمایا، جس میں آپ علیہ الرّحمہ نے کعبہ مشرّفہ پر نازل ہونے والی رحمتوں کے بیان میں ایک حدیثِ مبارکہ کی جامع ترین شرح فرمائی ہے۔ رسالہ ہذا اب تک عربی زبان میں تھا اور اردو طبقہ کے لیے اس کے اردو زبان میں ترجمہ کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس عظیم کام کی سعادت میرے علمی دوست، محترم المقام، فائز المرام مولانا ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی سلّمہ الغنی، جعلہ اللّٰہ تعالیٰ کاشف الدّین، آمین! کے حصّے میں آئی، ، جو بحمدہ تعالیٰ اب پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ موصوف اچھے عالمِ دین، بہترین مدرس ومترجم ہیں۔ میں نے اس ترجمہ کو ابتدا تا انتہا پڑھا۔ الحمدللہ یہ ان کی بہترین اور لائقِ صد تحسین کاوش ہے۔

ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت کے 294 ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔

اللہ کریم مؤلف ومترجم دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائیے اور دامے دمے درھمے قدمے سخنے قلمے کسی بھی طرح سے ان کی معاونت کرنے والوں اور تعاونوا علی البرّ والتّقوی کا مصداق بننے والوں اور ان سب کے طفیل مجھ بے بضاعت وپر لجاجت کو دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائیے۔ آمین بجاہ النبی الأمین!!!

العبد الضعیف المفتقر إلی رحمة ربه المقتدر

مهتاب أحمد الرّضوی العطّاری المدنی عفی عنه

(مدرّس: جامعۃ المدینہ، متخصص فی الفقہ: دار الافتاء بجامعۃ النور)

انتساب

راقم الحروف اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کی نسبت صاحبِ رسالہ، قطبِ مکہ مکرّمہ، شیخ الدلائل حضرت علامہ مولانا **شیخ محمد عبد الحق** اِلہ آبادی، مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف کرتا ہوں

اور

اپنے پیر و مرشد، شیخ طریقت، امیر اہلِ سنّت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ، مولانا، ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری، رضوی، ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی طرف کہ جن سے وابستہ ہونے کے بعد دینی سمجھ اور دینی کام کرنے کا جذبہ اور شوق بیدار ہوا

اور

اپنے تمام ہی **اساتذہ کرام** کی طرف جن کی تربیت، محنت، شفقتوں اور دعاؤں نے کلمات کو ترتیب دینے اور ان کو سمجھنے کا سلیقہ عطا فرمایا

اور

اپنے **والدین بالخصوص پیاری ماں اور بہن بھائیوں** کی طرف کہ جنہوں نے مشکل ترین اوقات میں بھی مجھے ہر طرح کی دنیاوی فکروں سے آزاد کر کے علم دین کی راہ کا مسافر بنائے رکھا اور ہمیشہ مجھے اپنی نیک تمناؤں، خواہشات اور دعاؤں میں یاد رکھا۔

گر قبول افتند زہے عزّ و شرف

طالبِ دعا

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی

حدیثِ دل

کعبہ مشرفہ صرف بنی آدم کے لئے ہی محترم ومکرّم نہیں، بلکہ یہ دنیا کی ہر چیز کی نظر میں قابلِ صد احترام ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ الصَّلاۃُ والسَّلام سے پہلے زمین کے فرشتوں اور جنات کا قبلہ اور مطاف رہ چکا ہے۔ کعبہ معظّمہ تمام انبیاءِ کرام علیہم الصَّلوٰۃُ والسَّلام کا مرجع رہا ہے، بلکہ بہت سے انبیاءِ کرام علیہم الصَّلاۃُ والسَّلام اِسی مقدس سرزمین میں مدفون ہوئے ہیں۔ مکہ مکرّمہ وہ مقدّس سرزمین ہے، جہاں سے نبی آخرُ الزّمان ﷺ پر نزولِ وحی کے سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔

کعبہ مشرّفہ کی زمین اور اِس کے اِرد گرد کی جگہ کو دارُ الاَمن قرار دیا گیا ہے، اِس مقدّس سرزمین میں آنے کے بعد پراگندہ اور پریشان حال انسان، بلکہ جمیع حیوانات بھی سکون کی دولت پاتے ہیں۔ بیت اللہ کا حج کرنے والا صرف ظاہری امان ہی حاصل نہیں کرتا، بلکہ عذابِ آخرت سے بھی امان پا جاتا ہے اور اُس کے تمام گناہوں کو بھی بخش دیا جاتا ہے۔

حرمِ کعبہ شریف میں پڑھی جانے والی ایک نماز، لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

کعبہ مشرفہ جائے رحمت وبرکت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات اہلِ زمین کی طرف نظر فرماتا ہے، سب سے پہلے اہلِ مکہ کی طرف نظر فرماتا ہے اور اہلِ حرم میں بھی سب سے پہلے مسجد حرام والوں کی طرف نظر فرماتا ہے تو جسے طواف میں مشغول پاتا ہے اُسے بخش دیتا ہے، جسے نماز پڑھتے دیکھتا ہے اُس کی بھی مغفرت فرما دیتا ہے اور جسے کعبہ مشرفہ کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑا دیکھتا ہے اُسے

بھی بخش دیتاہے۔[1]

اور حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصَّلاۃُ والسَّلام نے اس حصہ ٔ زمین کے لئے دعا فرمائی:

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾[پ:۱،البقرہ،۱۲۶]

اے میرے رب! اس شہر کو امن والا کر دے اور اس کے رہنے والے کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل کی دعا یوں قبول فرمائی کہ اپنی خصوصی رحمتوں سے اہلِ حرم کو نوازتا ہے اور اس خطہ مقدسہ میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہی رہتا ہے۔

زیر نظر رسالہ "كشف الغمه" تیرہویں صدی ہجری کے عظیم مُحدِّث، قطبِ مکہ مکرّمہ، شیخ الدلائل حضرت علاّمہ شیخ محمد عبد الحق اِلہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کاہے جس میں اُنہوں نے کعبہ مشرّفہ پر نازل ہونے والی رحمتوں کے بیان پر مشتمل ایک خاص حدیث کی عربی زبان میں انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں شرح کی ہے۔

اس رسالہ کے اختصار و جامعیت اور افادیت و اہمیت کے پیش نظر عزیزی مکرّم جناب خرم محمود سرسالوی زید علمہ نے تقریباً ایک سال قبل 1438ھ کے ماہ رمضان المبارک میں اِس رسالہ اور صاحبِ رسالہ حضرت شیخ الدلائل کی شخصیت کا تعارف کروایا اور ان کے چند ایک اَور رسائل کا تذکرہ بھی کیا۔ ساتھ ہی ساتھ راقم الحروف کو مذکورہ رسالہ کے ترجمہ کرنے کی ترغیب بھی دلائی۔ میں نے یہ رسالہ لیا اور پھر اُنہی دنوں اِس رسالہ کا ترجمہ کرنا بھی شروع کر دیا تھا، لیکن وہ مکمل نہ ہو سکا۔ پھر رمضان

---

(1)۔۔:(قوت القلوب،الفصل الثالث و الثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام الخمس، کتاب الحج، ذکر فضائل البیت الحرام ،1265/3،مکتبة دارالتراث ،الطبعة الاولی:1422ھ2001م۔لشیخ ابی طالب مکی محمد بن علی مکی متوفی 386ھ)

المبارک 1439ھ کی پانچویں شب بعد از نمازِ تراویح،اِس رسالہ کے ترجمہ کا آغاز کیااور گیارہویں شب بوقتِ سحر بحمد للہ تعالیٰ ترجمہ سے فراغت حاصل ہوئی،ترجمہ مکمل ہوجانے کے چند ہی دنوں بعد تخریج اور تحشیہ کا کام بھی مکمل ہوگیا- الحمدللہ علی احسانہ-۔

رسالہ "کشف الغمہ" کا مختصر تعارف:

ترجمہ کرتے وقت رسالہ مذکورہ کے دونسخے پیشِ نظر تھے:ایک مخطوط اور دوسرا مطبوع۔

مخطوط کا تعارف:

اس رسالہ کا مخطوط مکتبہ حرم مکی الرقم العام 3801 کے تحت موجود ہے۔مذکورہ ترقیم میں شیخ الدلائل کے مجموعہ رسائل میں سے دس بارہ رسائل مزید بھی ہیں جن میں نمبر ایک پر مذکورہ رسالہ آتا ہے۔

یہ رسالہ، مذکورہ مجموعہ میں صفحہ نمبر ایک تا تین پر موجود ہے۔یعنی مخطوط کل تین صفحات پر مشتمل ہے،ہر صفحہ تقریباًبیس سطروں پر مشتمل ہے۔خط نہایت باریک، لیکن صاف اور سہل القراءت ہے۔یہ رسالہ مکتوب بخطِ مؤلّف ہے یعنی شیخ الدلائل کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

مطبوع کا تعارف:

نسخہ مطبوعہ شرکہ دار البشائر الاسلامیۃ کا شائع کردہ ہے۔یہ رسالہ 1429ھ بمطابق 2008م میں راشد بن عامر بن عبد اللہ الغفیلی کی تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع ہوا تھا۔رسالہ ہذا حرم شریف میں ہونے والے دروس کے سلسلہ "لِقاءُ العَشر الأواخر بالمسجد الحرام" کے "المجموعة العاشرة" الرقم العام 113 کے تحت موجود ہے۔

اس نسخہ میں ایک مقام پر تصحیح کی حاجت تھی مثلاً: صفحہ مذکورہ سطر نمبر 12 میں "

یحتمل کونه تفسیراً من راویه أدرجه "کے بعد ایک جملہ "ویحتمل أنه نفی المرفوع" لکھنے سے رہ گیا تھا، جب کہ مخطوط میں یہ موجود ہے۔اس لئے عربی متن کو از سرِ نو مدوّن کرکے تحقیق و تصحیح اور تخریج کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔

میں نے اس رسالہ کے ترجمہ کرنے میں الفاظ کی رعایت کرتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق بامحاورہ ترجمہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، پھر بھی مجھے اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کا مکمل ادراک ہے، لہٰذا اس رسالہ کے پڑھنے والے اہلِ علم حضرات کو جو خوبیاں نظر آئیں وہ سب اللہ جلّ شانہ کی جانب سے ہیں اور جتنی غلطیاں اور خامیاں ہوں وہ سب میری کم علمی اور ناتجربہ کاری کے سبب ہیں۔ترجمہ میں جہاں کہیں غلطی پائیں ضرور مطلع فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل شکریہ کے ساتھ رجوع کرتا پائیں گے۔

اللہ ربّ العزّت میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور صاحب رسالہ کے صدقے و طفیل مجھے کعبہ مشرّفہ پر نازل ہونے والی ان رحمتوں سے حصہ پانے کی سعادت عطا فرمائے۔

آج میں جو کچھ بھی ہوں اپنے والدین اور اساتذہ کرام کی شفقتوں اور دعاؤں سے ہوں۔میں اپنے والدین اور قابلِ صد عزّت مآب اساتذہ کرام اور تمام ہی احباب کا مشکور و ممنون ہوں، جنہوں نے زندگی کے کسی بھی حصہ میں کسی بھی طرح کی میری رہنمائی کی ہو، بالخصوص دو حضرات: جناب خرم محمود سرسالوی زِید علمہ کا جو اس کام کے محرّک ہوئے اور ابتداء تا انتہاء مفید مشوروں کے ساتھ ساتھ میری معاونت بھی فرماتے رہے اور حضرت علامہ مفتی مہتاب احمد عطاری المدنی سلمہ الباری کا جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ اوقات اس رسالہ کو عطا فرما کر انتہائی باریک بینی کے ساتھ ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی۔ اللہ کریم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخر میں مجھ جیسے ناکارہ شخص کو افتاء میں چلانے والے، وقتاً فوقتاً تحریری اُصولوں سے رُوشناس کروانے والے، میرے عظیم محسن، استاذ محترم، شیخ الحدیث حضرت علامہ

مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زِیدَ مجدُہ جنہوں نے اِس رسالہ کے ترجمہ پر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور رسالہ ہذا کو ماہنامہ البقیع کے سلسلہ اشاعت کا حصہ بنایا۔

اللہ کریم جمیع معاوِنین واشاعت کنند گان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور میرے اس ترجمہ کو اپنی بار گاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر میرے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور اس رسالہ کا ترجمہ کرنا مجھ گناہ گار، سَراپا عصیاں شِعار کے لئے حرمین طیّبین کی پر کیف فضاؤں کی حاضری اور ان پر شبِ وروز برسنے والی رحمتوں کو پانے اور بلا حساب بخشش ومغفرت کا وسیلہ بن جائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری المدنی

مدرس: جامعۃ المدینہ فیضان بخاری

متخصص فی الفقہ الاسلامی: دارالافتاءِ النور

حالاتِ مصنّف

قطبِ مکہ مکرّمہ، شیخُ الدلائل حضرت علاّمہ شیخ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام، نسب اور القاب:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام محمد عبد الحق بن شاہ محمد بن یار محمد مہاجر، ہندی، مکی ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدیقی النسب تھے نیز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے۔

تاریخ ولادت:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1252ھ بمطابق 1836م میں اپنے وطن نیوان ضلع الہ آباد انڈیا میں پیدا ہوئے۔

تحصیلِ علم اور اسفار:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی سفر کا آغاز اپنے وطنِ مولد اِلہ آباد سے کیا اور بعض اہل تراجم لکھتے ہیں: کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتہائی صغر سنی میں تکمیلِ حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔

قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنے شہر کے جید اساتذہ کرام کی طرف رجوع فرمایا اور متعدد علوم وفنون حاصل کئے، بعد ازاں دہلی روانہ ہوگئے اور وہاں جا کر وقت کے بہترین افاضل اور ماہر اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

پھر ۱۲۸۳ سنہ ہجری میں مکہ مکرّمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً ہجرت فرمائی اور مکہ مکرّمہ کے جلیل القدر، ائمہ حدیث سے اخذ حدیث کیا اور متعدد احادیث کی اجازات بھی

حاصل کیں۔ چار سال تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور پھر مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے، تقریباً پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر درس و تدریس کر کے کئی تشنگانِ علوم وفنون کو اپنے علم سے سیراب کرتے رہے۔

اساتذہ و تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے متعدد اساتذہ کرام سے تحصیل علم کیا جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں(۱) مولانا تراب علی لکھنوی، ان سے درسیات کا علم حاصل کیا(۲) مولانا قطب الدین حنفی دہلوی، ان سے آپ نے حدیث مصافحہ روایت کی (۳) شیخ عبد الغنی بن ابی سعید عمری دہلوی، ان سے آپ نے اجازت حدیث حاصل کی۔

اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ علم کیا جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: شیخ عبد اللہ بن عمر دہلوی، اور مولوی عبد الاول جونپوری۔

بیعت و خلافت:

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب گورکھپوری سے بیعت ہوئے۔

سیرت و خصائص:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفسّر، فقیہ اور ان کے اصولوں کے عالم تھے۔ فلسفہ اور تصوف میں سیدنا محی الدین ابن عربی قدّس سرّہ کے طریقہ پر تھے۔

شیخ الدلائل کہنے کی وجہ تسمیہ:

ہندوستان سے آنے والے حجاج کرام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور بیعت سے مشرّف ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل کرتے اسی مناسبت سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ الدلائل کہا جانے لگا، بعد ازاں اس لقب سے اس قدر مشہور ہوئے کہ یہی لقب آپ کی پہچان بن گیا۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان کی شیخ الدلائل سے عقیدت و محبت:

امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ قدس سرہ دوسرے سفر حج کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیام گاہ پر بار بار حاضری دیا کرتے ہوئے۔امام اہلسنت، شیخ الدلائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی عقیدت و محبت کا یوں اظہار فرماتے ہیں کہ فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا ہے مولانا شیخ کمال، شیخ العلماء محمد سعید اور مولانا عبد الحق الہ آبادی اور کتب خانہ میں مولانا سعید اسماعیل کے پاس۔

اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ مکرّمہ میں گزرے تھے کبھی شریف (حاکم) کے ہاں تشریف نہ لے گئے۔ مولانا اسماعیل وغیرہ ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے مولانا کا دم بہت غنیمت تھا،ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ مکرّمہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے۔

مولانا سیّد اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبد الحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں، تاریخ کو اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے، کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زم زم شریف منگا کر پیا اور دعا کی یاالٰہی! مجھے حج سے محروم نہ رکھ! اسی وقت مولا تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔

اور مکہ مکرمہ کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے امام اہلِ سنت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: علماء کی خدمت سے شرف لو خصوصاً اکابر، جیسے آج کل مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر الٰہ آبادی۔ آپ حمیدیہ محل کے قریب تشریف فرما اور مسلمانانِ ہند کے لئے رحمت مُجسَّم ہیں۔

تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد کتب و رسائل تصنیف و تحریر فرمائے جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں:(۱)الاکلیل علی مدارک التنزیل فی شرح تفسیر النسفی، تین جلدیں، سات اجزاء(۲) سراج السالکین فی شرح منہاج العابدین(۳)حاشیۃ علی شرح السلم فی المنطق(۴)نہایۃ الامل فی مسائل حج البدل(۵)التعلیقات علی الدر المختار۔

وصال پر ملال:

آپ کا وصال پر ملال ص۱۶ شوال المکرم ۱۳۳۳ سنہ ہجری مکہ مکرمہ میں ہوا اور جنۃ المعلیٰ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

نوٹ:

شیخ الدلائل علیہ الرحمۃ کے حالات درجِ ذیل کُتب سے ماخوذ ہیں:(۱)الإعلام لزرکلی، ۶/۱۸۶، ناشر: دار العلم للملایین، الطبعۃ الخامسۃ: ۲۰۰۲م، لشیخ خیر الدین بن محمود زرکلی متوفی: ۱۳۹۶ھ
(۲)تذکرہ علمائے اہلسنت، ص:۱۷۸، ناشر: سنی دارالاشاعت علویہ، رضویہ، فیصل آباد، بار دوم: ۱۹۹۲م، از مولانا محمود احمد قادری(۳)ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص:۱۹۷تا۱۹۸، مطبوعۃ: مکتبۃ المدینہ، کراچی پاکستان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الحمدلله وَسَلام علی عبا دہ الّذین اصطفی ، خصوصاً علی سیّد الوریٰ ، امام التقی، محمد المصطفی وعلی الہ شموس الھدی، وصحبہ نجوم التقی.

تمام تعریفیں اللہ ربُّ العلمین کے لئے ہیں، سلام ہو اُس کے چُنے ہوئے بندوں پر خصوصًا سیّدُ الورٰی، امامُ التُّقٰی، محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر، اُن کی آل پر جو ہدایت کا چراغ ہیں اور اُن کے صحابہ پر جو تقوٰی و پرہیز گاری کے روشن ستارے ہیں۔

حمد و صلٰوۃ کے بعد!

اس مختصر رسالہ کا نام "کَشفُ الغُمَّۃ فی بیانِ حدیثِ "یُنزِلُ عَلیٰ ھٰذَا البیتِ فِی کُلِّ یَوم مائۃ وعشرون رحمۃً" رکھا گیا ہے۔

متنِ حدیث:

"جامع کبیر" میں ہے: بے شک اللہ تعالٰی اِس مسجد یعنی مسجدِ مکہ والوں پر ہر دن اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں اور بیس زیارت کرنے والوں کے لئے ہیں۔

اِس حدیث کو امام حاکم نے "کتابُ الکُنٰی" میں اور امام طبرانی نے "مُعجَمُ الکَبِیر" میں روایت کیا۔

ابنِ عساکر نے "تاریخ" میں حضرت سیّدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بے شک اللہ تبارک وتعالٰی ہر دن میں سو رحمتیں نازل فرماتا ہے: ساٹھ بیت اللہ کا طواف کرنے والوں پر، بیس اہلِ مکہ اور بیس بقیہ لوگوں پر۔

خطیب بغدادی نے بھی اِس حدیث کو سندِ صحیح کے ساتھ حضرت سیّدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انتہٰی۔

فیض القدیر للمناوی کی روشنی میں حدیث کی تشریح:

قولہ: «إنَّ اللهَ تعالٰی یُنزِلُ علی أهلِ هٰذا المَسجد»:

"فِیضُ القَدِیر شرح جَامِعُ الصَّغِیر" میں ہے کہ حدیث «إنَّ اللہ تعالٰی یُنزِلُ علی أهلِ هٰذا المَسجد» میں «هٰذا المسجد» سے مراد مسجد حرام ہے اور ایک روایت میں

«يُنزِل علىٰ أهلِ هٰذا المسجد» کی جگہ «يُنزِل علىٰ هٰذا البيت» کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

تطبیق بین الروایتین:

امام طبری فرماتے ہیں: چوں کہ بیت پر بھی مسجد کا اطلاق ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان﴿فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ﴾[پ:۲، البقرہ، ۱۴۴] دلیل ہے، لہٰذا مسجد مکہ سے بیت مراد لے لیا جائے، یا پھر "تَنزِيلُ علىٰ البيت" سے "تنزيل على أهل المسجد" مراد ہے، لہٰذا اب دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں رہے گا۔

وقوله: أي مسجد مكة:

اور متنِ حدیث میں «علىٰ أهل هٰذا المسجد» کے بعد "أي مسجد مكة" کے الفاظ کا اضافہ راوی کی جانب سے تفسیرِ مدرَج[1] ہونے کا احتمال رکھتا ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث کے الفاظ ہوں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مسجدِ حرام میں آج تک جتنی توسیع اور تعمیر ہو چکی ہے اُس تمام حصہ زمین پر «علىٰ أهل هٰذا المسجد» صادق آتا ہے۔

وقوله: «في كل يوم وليلة عشرين رحمة: ستين» الخ:

ہر دن اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں: (جن میں سے) ساٹھ (بیت اللہ کا) طواف کرنے والوں، چالیس (مسجد) میں نماز پڑھنے والوں اور بیس (کعبے کی) زیارت کرنے والوں کے لئے ہیں۔

طبرانی اور بیہقی کی مرفوع روایت:

امام طبرانی نے "معجم کبیر" میں حضرت سیّدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے: ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس کعبہ کے گرد بیٹھنے والوں کے لئے اور بیس بیت اللہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہیں۔

---

(1)۔۔: حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے راوی کا درمیان حدیث میں اپنی طرح سے کلام کو ذکر کر دینا مدرج کہلاتا ہے۔

اور امام بیہقی نے بھی "شعب الایمان" میں حضرت سیّدنا عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی: اللہ تعالیٰ ہر دن میں سو رحمتیں نازل فرماتا ہے: جن میں سے ساٹھ بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کے لئے، بیس اہلِ مکہ اور بیس بقیہ لوگوں پر۔

تمام مرویّات میں تطبیق:

امام زبیدی اپنی کتاب "اتحاف" میں فرماتے ہیں: ان تمام روایتوں کے مابین بظاہر اختلاف ہے؛ اس لئے کہ مذکورہ مرویات میں «عَاكِفِين» سے «مُصَلِّين» مراد لئے جانے کا احتمال نکالا جاسکتا ہے، تو اب بظاہر بھی اختلاف نہ ہوگا۔

سو اور ایک سو بیس رحمتوں والی مرویات میں تطبیق:

سو رحمتوں کے نازل ہونے والی روایت، پھر اس میں بھی بیس اہلِ مکہ اور بیس بقیہ لوگوں کے لئے ثابت کرنا ماقبل کی دو روایتوں[1] کے منافی نہیں ہیں، اس لئے کہ سو رحمتوں کے نازل ہونے والی روایت میں ساٹھ رحمتوں کا اثبات طواف کرنے والوں کے لئے ہے اور اس روایت میں مصلّی اور عاکف کا ذکر نہیں کیا گیا؛ لہٰذا اب یہ احتمال موجود ہے کہ چالیس طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے ہوں اور یوں ہر حدیث اپنے ظاہر پر ہو جائے گی۔

اور "شعب الایمان" والی آخری حدیث میں مصلّی، عاکف اور ناظر کے مذکور نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اِن لوگوں کے لئے رحمتوں سے کوئی حصہ ہی نہیں ہوگا جیسا کہ اس کے عکس سے عکس ہونا لازم نہیں آتا۔[2]

---

(1)۔۔: پہلی روایت: ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں: ساٹھ طواف والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس زیارت کرنے والوں کے لئے۔ دوسری روایت: ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے: ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس بیت اللہ کے گرد بیٹھنے والوں کے لئے اور بیس زیارت کرنے والوں کے لئے۔

(2)۔۔: یعنی جس طرح مصلی عاکف اور ناظر کے کا ذکر ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے علاوہ دیگر افراد کے لئے رحمتوں کا حصہ نہ ہوگا۔ اسی طرح مصلی، عاکف اور ناظر کے ذکر نہ ہونے سے ان کے لئے رحمتوں سے حصہ نہ ملنا بھی لازم نہیں آتا۔

چونکہ حدیث میں صیغۂ حصر نہیں ہے، لہٰذا نازل ہونے والی کل رحمتیں ایک سو ساٹھ ہوں گی اور یہی صحت کے زیادہ قریب ہے۔

رحمتوں کی تقسیم کس اعتبار سے ہوگی؟:

نازل ہونے والی رحمتوں کی تقسیم ہر فریق پر اُس کے عمل کے مطابق ہوگی جو جتنا زیادہ عمل کرے گا وہ اُتنی زیادہ رحمتیں پائے گا۔نہ کہ اُس کے نام یعنی مصلّی، عاکف اور طائِف ہونے کے اعتبار سے اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔

رحمتوں کی تقسیم کی دو صورتیں:

محبّ طبری فرماتے ہیں: رحمتوں کی تقسیم دو طرح سے ہوگی:

(۱)...نازل ہونے والی رحمتوں کی تقسیم عمل کی قِلّت اور کثرت کا لحاظ کئے بغیر تمام افراد پر ان کے مسمّٰی (یعنی طائف، مصلّی، عاکف اور ناظِر ہونے) کے اعتبار سے برابر برابر ہوگی اور جو مسمّٰی پر زائد ہو (اِس طرح کہ وہ طائف کے ساتھ ساتھ ناظر بھی ہو وعلیٰ ھٰذا القیاس) تو اُس کے لئے اِس صورت سے دُگنا (یعنی طائف کے ساتھ ساتھ ناظر کا بھی) ثواب ہے۔

(۲)...نازل ہونے والی رحمتوں کی تقسیم عمل کے اعتبار سے ہوگی، (اس کی دو وجوہات ہیں:)

پہلی یہ کہ بیان کردہ حدیث پاک عملِ خیر کی ترغیب و تحریض کے لئے لائی گئی ہے، لہٰذا اِس میں کم اور زیادہ عمل کرنے والا برابر نہیں ہو سکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رحمتیں کئی طرح کی ہیں جن میں سے بعض بعض سے اعلیٰ ہیں تو کسی جگہ رحمت کو مغفرت سے، کسی جگہ عصمت سے، کسی جگہ رضائے الٰہی سے، کسی جگہ قُربِ الٰہی سے، کہیں سچ کے ظاہر ہونے کی جگہ سے اور کہیں جہنم سے نجات حاصل کرنے وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ رحمت کا معنی ہے عطف یعنی نرمی تو کبھی نعمت دے کر رحمت ہوگی، کبھی سختی اور مصیبت دور کر کے ہوگی اور یہ دونوں طرح کی رحمتیں اَن گنت ہیں۔

اِن سب صورتوں کے ہوتے ہوئے قلیل اور کثیر عمل کرنے والا، مخلص اور غیر

مخلص، حاضر دل اور غافل دل کے ساتھ عمل کرنے والا، خاشع اور غیر خاشع کے مابین تساوی کیسے ہو سکتی ہے؟ لہذا راجح قول یہی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے عمل کے مطابق ان نازل ہونے والی رحمتوں سے حصہ پائے گا۔

نیز فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ ہر طائف کے لئے ساٹھ رحمتیں ہوں اور یہ تعداد رحمتوں کی اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ کی ترتیب میں ان کے عمل ہی کے مطابق ہو گی۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ تمام طواف کرنے والوں پر کل ساٹھ، تمام نماز پڑھنے والوں پر چالیس اور زیارت کرنے والے تمام افراد پر بیس رحمتوں کا نزول ہو۔

تعداد (20-40-60) اور وصف (طائف، مصلّی، عاکف) میں رحمتوں کی یہ تقسیم ان کی حالتوں کے مطابق ہو گی، یہاں تک کہ بہت بڑی تعداد ایک قسم کی رحمت میں مشترک ہو سکتی ہے (اس طرح کہ ہزاروں افراد بیک وقت طواف کریں تو اب یہ سب کے سب ساٹھ رحمتوں میں مشترک ہوں گے) اور ایک ہی شخص کئی رحمتوں کو پانے والا بھی ہو سکتا ہے (اس طرح کہ وہ طواف کے ساتھ ساتھ ناظر بھی ہو)۔

حدیث سے ماخوذ مسائل:

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ طواف کرنے والے کو نماز پڑھنے والے اور نماز پڑھنے والے کو کعبہ مشرّفہ کی زیارت کرنے والے پر فضیلت حاصل ہے، جب کہ یہ حضرات اوصاف میں برابر ہوں، لہذا جن احادیث کریمہ میں نماز کو تمام اعمال سے افضل کہا گیا (جیسا کہ یہ حدیث کہ جان لو! تمہارے تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور یہ حدیث کہ نماز بہترین چیز ہے جو مقرر کی گئی ہے) اِن تمام روایتوں کے لئے یہ حدیث مخصِّص ہو گی۔

اور "إِذا تَسَاوُوا في الوصف" کی قید سے یہ صورت خارج ہو گی: اگر عبادت کرنے والوں کے اوصاف میں اختلاف ہو، اس طرح کہ طواف کرنے والا شخص بھول کر اور غفلت کی حالت میں طواف کر رہا ہے، جب کہ نماز پڑھنے والا یا کعبہ مشرفہ کی زیارت کرنے والا خشوع کے ساتھ ان عبادات کو ادا کرتا ہے تو اب خشوع سے عبادت کرنے والا باعث فضیلت ہو گا۔

حدیث پاک کی توجیہ بیان کرتے ہوئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک سو بیس

رحمتوں کو چھ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک جزء کعبہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے اور دو اجزاء نماز پڑھنے والوں کے لئے ہیں؛ اس لئے کہ نمازی اکثر ناظر بھی ہوتا ہے اور طواف کرنے والا کعبہ مشرّفہ کو دیکھتا ہے، طواف کی دو رکعت ادا کرتا ہے اور طواف بھی کرتا ہے ،لہذا طواف کے لئے تین اجزاء ہوں گے، لیکن اس میں نظر ہے؛ کیوں کہ نابینا طواف کرنے والا یونہی نابینا مصلّی کے لئے بھی اتنا ہی ثواب ہے جو بینا کے لئے ہے، اگرچہ نابینا ناظر نہیں ہے۔

اسی طرح نابینا نمازی اور نابینا طواف کرنے والا اگر جان بوجھ کر کعبہ کی طرف نظر نہ کرے تو اس کے بھی حصہ سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا، البتہ دوران طواف کعبہ مشرفہ کی طرف نظر کرنے والے شخص کی اُس دیکھنے سے عبادت کی نیت نہ ہو تو اب اس کے لئے وہ اجر نہیں ملے گا جو کعبہ مشرفہ کے دیکھنے والے کو ملتا ہے اور اگر اس نظر سے عبادت کی نیت کی ہو تو اب طواف کے اجر سے زائد کعبہ مشرفہ کو دیکھنے کا بھی اجر و ثواب ملے گا۔

تخریج حدیث اور اس کا حکم:

طبرانی نے "معجم کبیر" میں، خطیب نے "تاریخ" میں، بیہقی نے "شعب الایمان" میں، حاکم نے "الکنیٰ" میں اور ابنِ عساکر نے "تاریخ" میں اِس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مصنّف کے اسلوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابنِ عساکر نے اس حدیث کی تخریج کر کے اس پر کسی قسم کا کوئی کلام نہیں کیا، حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہے، اس لئے کہ ابن عساکر نے اس حدیث کو عبد الرحمٰن بن سفر کے ترجمہ میں، حدیثِ ابن عباس سے ذکر کیا ہے اور ابن مندہ سے نقل کیا کہ عبد الرحمن بن سفر متروک راوی ہے اور امام ذہبی نے ان کی اتباع کی۔

ابن جوزی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث میں یوسف بن سفر کے طریق سے تفرّد واقع ہوا ہے اور یوسف بن سفر متروک ہے جیسا کہ دار قطنی اور نسائی نے کہا ہے۔ امام دار قطنی کہتے ہیں کہ یوسف بن سفر جھوٹ بولتا ہے۔ ابن حبان نے کہا: یوسف بن سفر کی روایت سے دلیل لینا حلال نہیں ہے۔ یحیٰ نے کہا: لیس بشیٔ۔ حافظ ہیثمی نے ان

کے قول- جس کو انہوں نے امام طبرانی کی طرف منسوب کیا کہ اس میں یوسف بن سفر ہے اور وہ متروک ہے- کو اختیار کیا ہے۔ (فیض القدیر کی عبارت ختم ہوئی)

تیسیر للمناوی کی روشنی میں حدیث کی تشریح:

اور "اَلتَّیسیرُ بشرح الجَامِعِ الصَّغِیرِ" میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے اِس مسجد یعنی مسجدِ مکہ والوں پر اور ایک روایت میں ہے اِس گھر والوں پر نازل فرماتا ہے ہر دن اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں: جن میں سے ساٹھ رحمتیں بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس کعبۃ اللہ شریف کی طرف نظر کرنے والوں کے لئے ہیں۔

اور نازل ہونے والی رحمتوں کی یہ تقسیم ہر جماعت پر ان کے عمل کے مطابق ہوگی، نہ کہ ان کے مسمّٰی (ناظر، طائف اور مصلی) کے مطابق۔

حافظ زین الدین عبد الرَّؤف مناوی شرح کے ساتھ حدیث ذکر کرنے کے بعد اس روایت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عبد الرحمٰن بن سفر کے ضعیف راوی ہونے کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ (تیسیر کی عبارت ختم ہوئی)

اِسی طرح "سِرَاجُ المُنِیرِ شَرحُ جَامِعِ الصَّغِیرِ" میں ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

امامِ ہمام، شیخ الاسلام، قاضی القُضاۃ مکہ مکرّمہ مولانا ابو البقاء محمد بن احمد بن ضیاء قرشی عمری مکی حنفی -رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَعَن أسلافِہ وَعَن عُلَمَاءِ المُسلِمِینَ- کی کتاب "اَلبَحرُ العَمِیقُ فِی العُمرَۃِ وَالحَجِّ إِلیٰ بَیتِ اللہِ العَتِیقِ" میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس گھر پر ہر دن اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں: ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس کعبہ مشرفہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے۔ طبرانی وغیرہ نے اس حدیث کی تخریج کی اور فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے۔

ایک اَور روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ مسجد یعنی مسجد مکہ والوں پر ہر دن میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس حدیث کی ابو ذرّ اور ازرقی نے تخریج کی ہے۔ انتہیٰ

"إِحیَاءُ عُلُومِ الدِّین" میں ہے: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اِس گھر والوں پر ہر دن میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے: ساٹھ طواف کرنے والوں پر چالیس نمازیوں کے لئے اور بیس کعبہ مشرفہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے۔

اور علاّمہ عراقی کی کتاب "اَلمُغنی عَنِ الإسفارِ فی الإسفار" میں حدیث یوں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس گھر پر ہر دن میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اِبنِ حِبّان نے "کتابُ الضُّعَفاء" میں اور امام بیہقی نے "شُعَبُ الاِیمان" میں مذکورہ حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سندِ حَسَن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابو حاتم نے کہا: یہ حدیث منکر ہے۔

اور کتاب "عَینُ العِلم" میں ہے: مکہ مکرّمہ کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے حَرَم میں قیام کرنا مستحب ہے، چوں کہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس گھر پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں اور بیس زیارت کرنے والوں کے لئے ہیں۔

ملاّ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ابن حبان نے اس حدیث کو "کتابُ الضُّعَفاء" میں روایت کیا، بیہقی نے "شُعَبُ الاِیمان" میں ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے سندِ حَسَن کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس حدیث کے لئے شواہد بھی موجود ہیں۔

وَ اللہُ سُبحانہ وَ تَعَالیٰ أعلَمُ وَعِلمُہ أتَمّ

حرّرہ 15 صفر سنۃ 1298 ہجری

والحمدللہ أوّلاً و آخراً و ظاھراً و باطناً و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و أتباعہ و نوابہ و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلحَمدُللهِ وَسَلام عَلیٰ عبادِہ الذِینَ اصطفیٰ،خصوصاً عَلی سَیِّدِ الوَرٰی،إمامُ التُّقیٰ،مُحَمَّدِ المُصطَفیٰ وَعَلیٰ آلہ شُمُوسُ الھُدٰی،وَصَحبِہِ نُجومُ التُّقیٰ.

أَمَّابعد:

فَھٰذِہٖ عُجَالَۃ مترجمۃ بہ:

((کَشفُ الغُمَّۃِ فِی بَیَانِ حَدِیثِ«یُنزِلُ عَلیٰ ھٰذَا البیتِ فِی کُلِّ یَوم مائۃ وعشرون رحمۃً»))

فی"الجامع الکبیر":«إِنَّ اللہَ تَعَالیٰ یُنزِلُ عَلیٰ أَھلِ ھٰذا المَسجِدِ -مسجدِ مکَّۃَ-فِی کُلِّ یوم وَلَیلَۃ عِشرِینَ وَمِائَۃ رحمۃً:سِتِّینَ لِلطَّائِفِینَ،وَأَربَعِینَ لِلمُصَلِّیِنَ، وَعِشرِینَ لِلنَّاظِرِینَ»[1]،وَالحَاکِمُ فی"الکنیٰ"،"طب".

یَعنِی:رَوَاہُ الحَاکِمُ فِی کِتابِ"الکُنیٰ"،وَالطَّبَرَانِی فی"مُعجَمِہِ الکَبِیرِ"

وابن عساکر فی"التأریخ"[2]عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما:«إِنَّ اللہ تعالیٰ ینزل فی کل یوم مائۃ رحمۃ:ستین منھا علیٰ الطائفین بالبیت وعشرین علیٰ أَھل مکۃ،وعشرین علیٰ سائر الناس»۔الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما،انتھیٰ،صحَّ.

وفی"فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر":

«إِنَّ اللہ تعالیٰ ینزل علی أَھل ھذا المسجد» أَی مسجد مکۃ،وفی روایۃ: «ینزل علیٰ ھٰذا البیت».

قال الطبری: ولا تضاد بین الرِّوایتین،فقد یراد بمسجد مکۃ:البیت ویطلق علیہ مسجد بدلیل قولہ تعالیٰ:فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[3]أَو أَراد

---

(1)۔۔:جمع الجوامع،قسم الأَقوال،حرف الھمزۃ،2/280،رقم:5665

(2)۔۔:تاریخ مدینہ دمشق،عبدالرحمٰن بن السفر،34/287،رقم:3818

(3)۔۔:سورۃ البقرۃ:آیۃ،178

بالتنزيل على البيت: التنزيل على أهل المسجد، انتهىٰ

وقوله: «مسجد مكة» يحتمل كونه تفسيراً من راويه أَدرجه ويحتمل أنه من المرفوع.

قيل: ويصدق على ماهو عليه اليوم من السّعة والزيادة.

«في كل يوم وليلة عشرين ومائة رحمة: ستين» منها «للطائفين» بالبيت، «وأَربعين للمصلين» بالمسجد «وعشرين للناظرين» إلىٰ الكعبة.

وفي رواية للطبراني في "الكبير" عن ابن عباس مرفوعاً -أيضاً-: «ستون منها للطائفين، وأَربعون للعاكفين حول البيت، وعشرون منها للناظرين للبيت»

وفي رواية للبيهقي في "الشُّعَب" عنه أَيضا: «ينزل الله كل يوم مائة رحمة: ستين منها للطائفين بالبيت وعشرين علىٰ أَهل مكة، وعشرين على سائر الناس».

قال في "الإتحاف": والأَحاديث في ظاهرها تخالف.

ويحتمل أَنّه أَراد بالعاكفين: المصلين، فلاتخالف.

وأَما في حديث المائة، ففيه إِثبات عشرين لأَهل مكة وعشرين للنَّاس، وهو لاينافي الخبرين قبله إِذ فيه إِثبات ستين للطائفين، ولاتعرُّض فيه لِعاكف ولا مُصَلٍّ ولا ناظر.

ويحتمل أَنَّ للطائف أَربعين وللمصلي أَربعين ويكون كل حديث علىٰ ظاهره ولا يلزم من عدم التعرُّض لذكره في الحديث الآخر أَنّه ليس له شئى كمالايلزم من عكسه العكس.

وليس في الحديث صيغة حصر، فتكون الرحمات النازلة مائة وستين وهٰذا أَقرب.

والقسمة على كل فريق على قدر العمل لا علىٰ مسمّاه على الأَظهر، انتهىٰ.

وقال المحب الطبري: في القسمة وجهان:

الأَول: علىٰ المسمى بالسَّويّة لا على العمل قلةً وكثرةً، وما زاد على المُسَمّٰى فله ثواب من غير هٰذا الوجه.

الوجه الثاني: قسمتها على العمل، لأَنَّ الحديث وقع في سياق الحثِّ والتحضيض فلايستوى فيه عامل الأَقل والأَكثر.

ولأَن الرحمات متنوعة ،بعضها أَعلى من بعض، فرحمة يعبر بها عن المغفرة وأَخرى عن العصمة وأَخرى عن الرضا ،وأَخرى عن القرب من الله تعالىٰ وأَخرى عن تبوء مقعد صدق وأَخرى عن النجاة من النار إلىٰ نهاية إذلا معنى للرحمة إلا العطف فتارة تكون بنعمة وتارة بدفع نقمة وكلاهما يتنوع إلى غير نهاية ومع ذالک كيف يعرض التساوى بين المقل والمكثر والمخلص وغير المخلص والحاضر قلبه والساهى والخاشع وغير الخاشع فالأَرجح أَن يقال كل بقدر عمله مايناسبه من الانواع.

قال: ويحتمل أَن يحصل لكل طائف ستون،ويكون ذالک العدد بحسب عمله فى ترتيب أَعلى الرحمات وأَوسطها وأَدناها.

ويحتمل أَن جميع الستين بين كل الطائفين والأَربعين بين المصلين والعشرين بين الناظرين،وتكون القسمة علىٰ حسب أَحوالهم فى العدد والوصف حتىٰ يشترک الجمّ الغفير فى رحمة واحدة وينفرد الواحد برحمات.

وفى الحديث فضل الطواف على الصلاة، والصلوة على النظر إذا تساووا فى الوصف ،فيُخصُّ به عموم خبر : واعلموا أَنَّ خيرَ أَعمالكم الصلاة، وخبر : الصلاة خير موضوع.

وخرج بقوله : إذا تساووا فى الوصف ،مالو اختلف وصف المتعبدين فكان الطائف ساهيا غافلا، والمصلى أَو الناظر خاشعا فالخاشع أَفضل.

وقال كثير من العلماء فى توجيه الحديث : إنَّ المائة والعشرين قسمت ستة أَجزاء، فجعل جزء للناظرين، وجزءان للمصلين؛لأَن المصلى ناظر غالباً والطائف لما اشتمل علىٰ النّظر والصَّلاة وهى ركعتى الطواف والطواف كان له ثلاثة أَجزاء.

وفيه نظر، لأَنَّ الطائف الأَعمى وكذا المصلى لهما ماثبت لهما وإن لم ينظرا.

وكذا لو تعمدا ترک النظر فيهما لا ينقص حظه.

وأَما النظر فى الطواف فإن لم يقترن بقصد تعبدا فلاأَثر له وإن قصده نال به أَجر الناظرين زائدا على اجر الطواف.

[الكلام فى تخريج الحديث والحكم عليه:]

"طب":يعنى :رواه الطبر انى فى "معجمه الكبير"[1]،وكذا الخطيب فى" التأريخ "[2]، والبيهقى فى "الشُّعب"[3]، والحاكم فى "الكنىٰ "أى فى "كتاب الكنى "[4]،وابن عساكرفى "التأريخ"[5]،كلهم عن ابن عباس.

وظاهر صنيع المصنِّف أنَّ ابن عساكر خرَّجه وسكت عليه والأَمر بخلافه،فإنّه أَورده فى ترجمة عبدالرحمن بن السفر من حديثه ،ونقل ابن منده: أَنه متروک وتبعه الذهبى.

وقال ابن الجوزى:حديث لايصحُّ، ففيه من طريق يوسف بن السفر تفرَّد به وهو -كما قال الدارقطنى والنسائى-متروک.

وقال الدارقطنى:يكذب

وقال ابن حبّان:لايحلُّ الاحتجاج به.

قال يحيى: ليس بشئى،انتهىٰ.

ومنه أَخذ الهيثمى قوله-بعدماعزاه للطبرانى-:فيه يوسف بن السفر وهومتروک،انتهى.[6]

وفى "التيسير بشرح الجامع الصغير":«إِنَّ اللہ تعالىٰ يُنزِلُ» بضمِّ أَوَّلِه «على أَهل هٰذا المسجد» أى مسجدمكة. وفى رواية: «ينزل على هٰذا البيت فى كل يوم وليلة عشرين ومائةرحمة:ستين»منها«للطائفين»بالبيت«وأَربعين للمصلين» بالمسجد"وعشرين للناظرين"إِلىٰ الكعبة.

والقسمة على كل فريق على قدر العمل لا على مسماه على الأَظهر "طب"،

---

(1)__:المعجم الكبير: باب العين،رقم11475-156/11

(2)__:تاريخ بغداد: باب الألف،حرف الألف،رقم(1909)،520/6

(3)__:شعب الإيمان:المناسک،الخامس والعشرون من شعب الايمان،فضيلة الحجر الاسود، رقم3760،487/5

(4)__:لم أجده

(5)__:تاريخ مدينه دمشق: حرف العين،عبدالرحمٰن بن السفر،287/34،رقم:3818

(6)__:فيض القدير شرح جامع الصغير،حرف الهمزة،402/2،رقم:1943

والحاکم فی "الکنی"، وابن عساکر، عن ابن عباس، ضعیف لضعف عبدالرحمٰن بن السفر وغیره، انتہیٰ بحروفه.[1]

وفی "السِّراج المنیر بشرحِ الجَامعِ الصَّغیر": وھو حدیث ضعیف. انتہیٰ[2]

وفی "البحر العمیق فی العمرة والحج إلیٰ بیت الله العتیق" للإمام الھمام، شیخ الاسلام، علاَّمة العلماء الاعلام، قاضی القضاة ببلدالله الحرام، مولانا ابو البقاء محمد بن أحمد بن محمد بن الضیاء القرشی العمری المکی الحنفی - رضی الله تعالیٰ عنه وعن أَسلافه وعن علماءِ المسلمین - عن ابنِ عباس - رضی الله تعالیٰ عنهما - قال:

قال رسول الله صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم: «یَنزِل فی کل یوم ولیلة مائة وعشرین رحمةً علیٰ ھٰذا البیت: ستون للطائفین، وأَربعون للمصلین، وعشرون للناظرین».

أَخرجه الطبرانی، وغیره وھو حدیث ضعیف.

وفی روایة: «ینزل الله علی أَھل المسجد - مسجد مکة - کل یوم عشرین ومائة رحمة» الحدیث، أَخرجه أَبو ذرّ والأَزرقی. انتہی[3]

وفی "إِحیاء علومِ الدین": رویٰ ابن عباس - رضی الله تعالیٰ عنهما - عن النبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم أَنه قال: «یَنزِل الله عَلیٰ ھٰذا البیت فی کل یوم مائة وعشرون رحمة: ستون للطائفین وأَربعون للمصلین وعشرون للناظرین،». انتہی[4]

وفی کتاب "المغنی عن حمل الأَسفار فی الإِسفار بتخریج مافی الإِحیاء من الأَخبار" للعلاَّمة العراقی حدیث: «یَنزِل علی ھذا البیت فی کل یوم مائة وعشرون رحمة».[5]

ابن حبان فی "الضعفاء" والبیھقی فی "الشُّعَب" من حدیث ابن عباس بإِسناد

---

(1)۔۔: التیسیر شرح جامع الصَّغیر، حرف الھمزة، 278/1

(2)۔۔: السِّراجُ المنیر بشرحِ الجَامع الصَّغیر، حرف الھمزة، 429/1

(3)۔۔: البحر العمیق، الباب الاول فی الفضائل، فصل فی فضل الکعبة، 117/1

(4)۔۔: إِحیاء العلوم الدین، کتاب أَسرار الحجّ، فضیلة الحجّ، 320/1

(5)۔۔: المغنی عن حمل الأَسفار، کتاب أَسرار الحجّ، الباب الأَول فی فضائل الحجّ وفضیلة البیت، 194/1، رقم: 768

حسن، وقال أَبو حاتم: حديث منكر. انتهیٰ بحروفه

وفی کتاب "عین العلم": ویُستَحَبُ له الإقامةُ بمكةَ مراعیاً حقوقها، فورد: «یَنزل علیٰ هٰذا البیت فی کل یوم مائة وعشرون رحمة: ستون للطائفین، وأَربعون للمصلین، وعشرون للناظرین». انتهیٰ[1]

قال العلاَّمة علی القاری فی"شرحه"[2] والحدیث رواه ابن حبان فی "الضعفاء" والبیهقی فی"الشُّعب"من حدیث ابن عباس بإسناد حسن وله شواهد. انتهیٰ بحروفه

واللّٰه سبحانه وتعالیٰ أَعلم أَتم

حرَّرَ 15 صفر سنة 1298 هجری

والحمد للّٰه أوّلاً وآخراً وظاهراً وباطناً وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله وصحبه وأتباعه ونوابه وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً.

---

(1)۔۔: عین العلم (مع الشرح لملاعلی قاری)، الباب الرَّابع فی السَّفر والحجِّ والغزو، ص: 191

(2)۔۔: شرح عین العلم لملاَّعلی القاری، الباب الرَّابع فی السَّفر والحجِّ والغزو، ص: 191

ماخذومراجع

۞القرآن الکریم(کلام باری تعالیٰ)

۞جمع الجوامع،مؤلف:إمام جلال الدین سیوطی شافعی (م:911ھ)، ناشر: دار الکتب العلمیّۃبیروت، الطبعۃُالأَولیٰ:1421ھ/2000م

۞فیض القدیر شرح جامع الصغیر، لعلامۃ محمد عبدالرؤف مناوی (م: 1031ھ)، ناشر::دار الکتب العلمیّۃبیروت، الطبعۃالأَولیٰ:1422ھ/2000م

۞التیسیر شرح جامع الصغیر،مؤلف:إمام الحافظ زین الدین عبدالرؤف المناوی (م:1031ھ)،ناشر:دار الکتب العلمیۃ-بیروت، الطبعۃالأَولیٰ:1408ھ/1988م

۞السِّراجُ المنیر بشرحِ الجَامعُ الصَّغیر،مؤلف:الشیخ علی بن أَحمد بن محمد الشافعی،(م1070ھ)،ناشر:دار الفکر،بیروت، الطبعۃالثالثۃ:1377ھ/1957

۞البحر العمیق،مؤلف:قاضی القضاۃ مولانا ابی البقاء محمد بن أَحمد الضیاء القرشی الحنفی(م854ھ)،ناشر::مؤسسۃ الریّان، للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الأَولیٰ: 1427ھ/2006م)

۞إحیاء العلوم الدین، للإمام محمد بن محمد الغزالی (م505ھ)، ناشر: المکتبۃ التجاریۃ، الطبعۃالأَولیٰ:1413ھ/1999م)

۞عین العلم (مع شرح لملاَّعلی القاری)، للشیخ الکامل محمدبن عثمان بن عمر بلخی حنفی، ناشر:مکتبۃالقدس، کانسی رود، کوئٹہ، پاکستان

۞شرح عین العلم لشیخ للإمام علی بن سلطان محمدالقاری (م:1014ھ)، ناشر:مکتبۃ القدس، کانسی رود، کوئٹہ، پاکستان

۞المغنی عن حمل الأَسفار،مؤلف:حافظ أَبی الفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی،(م:806ھ)،ناشر::مکتبۃدار طبریۃ، الریاض، الطبعۃالأَولیٰ:1415ھ/ 1995م

۞تاریخ مدینةدمشق ،مؤلف:إمام أَبی القاسم علی بن الحسن ابن ھبة اللہ الشافعی المعروف بابن عساکر (م:571ھ)،ناشر:دارالفکر،بیروت،الطبعة الأَولیٰ: 1415ھ /1995م

۞تاريخ بغداد،مؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ)،محقق: الدكتور بشار عواد معروف،ناشر: دار الغرب الإسلامي–بيروت،الطبعة:الأولى،1422هـ-2002م